سوال

(183)مذاکرہ علمیہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جامع ترمذی ''باب ماجاء فی الصلوۃ خلف الصف وحدہ ،، کے تحت امام ترمذی نے حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث دوطریق سے روایت کی ہے اوران میں سے ایک طریق کودوسرے پران الفاظ میں ترجیح دی ہے ''وہذا عندی أصح من حدیث عمروبن مرۃ ، لأنہ قدروی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیادۃ بن الجعد عن وابصۃ ،،(رقم الحدیث : 230-1/446-447-448)اس وجہ ترجیح کی توضیح کی ضرورت ہے ۔اس سے طریق اول کادوسرے پر رجحان کیوں کرثابت ہوا؟ تحفۃ الاحوزی 1 195میں اس مقام کی توضیح نہیں کی گئی ۔ احمداللہ رحمانی دمکا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ یہ مقام محتاج بسط وتوضیح ہے ۔ نہ معلوم حضرت شیخ نے اس سے کیوں نہیں تعرض فرمایا ۔امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح کی تشریح وتوضیح سے پہلے ضرورت ہے کہ حدیث کی سند میں جوکچھ اختلاف ہے اسے بالتفصیل بیان کردیا جائے تاکہ یہ مقام پورے طورپرواضح ہوجائے ۔

حضرت وابصہ کی یہ حدیث حسب ذیل پانچ طرق سے مروی ہے :

(1)ابوالأحوص عن حصین عن ہلال بن یساف عن زیادبن ابی الجعد عن وابہ بن معبد(ترمذی).

(2)سفیان الثوری عن ''عن ''عن ''عن '' مسنداحمد4/228).

(3)شعبۃ عن ''عن ''عن ''عن '' احمد4/228).

(4)ابن عیینۃ عن ''عن ''عن ''عن '' بیہقی104/3).

(5)عبشر بن القاسم عن ''عن ''عن ''عن ''

دارمی(1290)1/237،ابن حبان(1296-1297)3/311)

(1)عبداللہ بن ادریس عن حصین عن ہلال بن یساف (من غیر واسطۃ زیاد بن ابی الجعد) عن وابصۃ بن معبد

(ابن ماجہ (1/321(1004).

الثوری عن ''عن''('' '') عن''(بیہقی 104/3).

عن منصور '' ''(''''') عن ''(ابن الجارود(319)ص 117

الأعمش عن شمر بن عطیۃ عن ''(''''') عن ''(احمد 228/4).

(3) عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف سمعت عمرو بن راشد عن وابصۃ بن معبد (احمد 327/228/4، طیالسی ابوداؤد 1/137 بیہقی، 3/104،ابن حبان 3/311، بزار).

(4) وکیع عن یزید بن ابی الجعد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ بن معبد (احمد 228/4).

عبداللہ بن داود عن ''عن ''عن ''عن ''(دارمی 237/1، بیہقی 3/104،ابن حبان 3/311، بزار).

(5) عمر بن علی عن اشعث بن سوار عن بحیرین الأخنس عن حنش بن المعتمر عن وابصۃ (علل ابن ابی حاتم 1/1000(271)

پہلے اور دوسرے اور تیسرے طریق کے اختلاف کا ماحصل یہ ہے کہ :

ہلال ابن یساف کے تلامذہ کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ہلال اور وابصہ صحابی کے درمیان واسطہ ہے یا نہیں ؟ اور اگر واسطہ ہے تو وہ کون ہے ؟

ہلال کے چار شاگردوں : (1۔ حصین 2۔ منصور۔ 3 شمر بن عطیہ 4۔ عمرو بن مرہ) میں سے ایک شاگرد حصین کے پانچ تلامذہ : الوالاحوص ، سفیان ثوری ، شعبہ ، ابن عیینہ ، عبثر اور ہلال کے چوتھے تلمیذ : عمرو بن مرۃ ہلال اور وابصہ کے درمیان واسطہ ذکر کرتے ہیں ۔ لیکن حصین کے تلامذہ مذکورین واسطہ زیاد بن ابی الجعد کا بتاتے ہیں ، اور عمر بن مرۃ واسطہ کا نام عمرو بن راشد بتاتے ہیں ۔

اور حصین کے دو شاگرد : عبداللہ بن ادریس اور ثوری اور ہلال کے دوسرے اور تیسرے تلمیذ : منصور و شمر بن عطیہ کوئی واسطہ نہیں ذکر کرتے ۔

''ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، کے طریق کی تائید ''عبید بن ابی الجعد عن زیاد عن وابصۃ،، سے ہوتی ہو ہے ، جس میں عبید نے وابصہ کی یہ حدیث اپنے بھائی زیاد کے واسطہ سے لی ہے ۔

حدیث کی سند میں اس اختلاف کی وجہ سے بعض محدثین نے اس کو معلول اور مضطر کہہ دیا ہے ۔ چنانچہ امام بیہقی معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں : ''وإنما لم یخرجاہ صاحبا الصحیح لما وقع فی سندہ من الإختلاف،، (نصب الرایہ 38/2)

اور حافظ بزار اپنی مسند میں لکھتے ہیں : ''أَمَّا حَدِیثُ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ، فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ رَاشِدٍ رَجُلٌ لَا یُعْلَمُ حَدَّثَ إلَّا بِهَذَا الْحَدِیثِ، وَلَیْسَ مَعْرُوفًا بِالْعَدَالَةِ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِهِ، وَأَمَّا حَدِیثُ حُصَیْنٍ، فَإِنَّ حُصَیْنًا لَمْ یَكُنْ بِالْحَافِظِ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِهِ فِي حُكْمٍ، وَأَمَّا حَدِیثُ یَزِیدَ بْنِ زِیَادٍ، فَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إلَّا وَهُوَ یُضَعِّفُ أَخْبَارَهُ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِهِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِیَّةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ عَنْ وَابِصَةَ، وَهِلَالٌ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ وَابِصَةَ، فَأَمْسَكْنَا عَنْ ذِكْرِهِ لِإِرْسَالِهِ، انتہی (نصب الرایۃ 38/2).

اور حافظ درایہ میں 1 171 میں لکھتے ہیں : ''أخرجہ البزار وضعفہ،، انتہی.

اور بعض محدثین نے ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے، چنانچہ امام ابوحاتم اور امام احمد نے ''عمرو بن مرة عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة،، کے طریق کو ترجیح دی ہے فقد ذکر ابن ابی حاتم فی العلل 100/1 أنہ سأل أباہ عن روایتی حصین و عمرو بن مرة عن ہلال، أیہما أشبہ؟ قال: عمرو بن مرة أحفظ،، انتہی، وقال الدارمی فی سننہ (237/1) : وکان أحمد بن حنبل، یثبت حدیث عمرو بن مرة،، انتہی.

اور خود امام دارمی نے ''یزید بن زیاد عن عبید ابن ابی الجعد عن زیادة عن وابصة،، کے طریق کو ترجیع دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''وأنا أذہب إلی حدیث یزید بن زیاد بن ابی الجعد،، انتہی (سنن دارمی 237/1) اور امام ترمذی نے (1 448) ''حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصة،، کو ارجح واضح بتایا ہے، اور وجہ اصحیت یہ لکھی ہے: ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصة،، (448/1).

اس عبارت میں ''حدیث،، کے اعراب میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ''حدیث،، کو ہلال بن یساف کی طرف مضاف کر کے من غیر حدیث ہلال بن یساف پڑھا جائے اس صورت میں ''روی،، فعل مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصة،، ہوگا۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ ''حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصة،، آیا ہے، یعنی: زیادہ کو وابصہ کا شاگرد بتانے میں ہلال منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ بعض دوسرے رواۃ نے تابعی کا نام زیاد بتانے میں ہلال کی متابعت و موافقت کی ہے، اور وہ متابع یزید بن زیاد بن ابی الجعد عن عبید بن ابی الجعد ہیں جیسا کہ گزرچکا، اور ''عمرو بن راشد،، کا واسطہ بتانے میں ''عمرو بن مرة عن ہلال،، کا کوئی متابع نہیں ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: ''لیس ہذا الخبر مما تفرد بہ ہلال بن یساف ثم ذکر حدیث یزید بن زیاد عن عمہ عبید ابن أبی الجعد عن زیاد بن أبی الجعد عن وابصة،، (الإحسان بترتیت صحیح ابن حبان (311/3).

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ''حدیث،، کو مضاف نہ کہا جائے، بلکہ اس کو یوں منون پڑھا جائے لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصة. اس صورت میں ''روی،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''ہلال بن یساف،، الخ ہوگا۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ کئی طریق سے عن ہلال عن زیاد عن وابصة مروی ہے۔ یعنی: ابوالاحوص جو تلمیذ ہیں حصین کے، ہلال سے اوپر زیاد بن ابی الجعد ذکر کرنے میں متفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے چار متابع موجود ہیں: ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، عبثر بن القاسم۔ اور اُدھر عمرو بن مرة اور ان کے تلمیذ شعبہ، ہلال، سے اوپر عمر بن راشد ذکر کرنے میں متفرد ہیں اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں ہے، اس دوسرے احتمال کی تائید زیلعی کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے بحوالہ ترمذی نقل کیا ہے: ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرة، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد بن عن وابصة-،، (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر ہے کہ جماعت کی روایت کو فرد کی روایت پر ترجیح ہوتی ہے کما تقرر فی موضعہ، و نیز ثوری اور شعبہ میں اختلاف ہو تو ثوری کی روایت کی ترجیح ہوتی ہے۔ و نیز شعبہ خود فرماتے ہیں ژ: ''سفیان أحفظ منی،، و نیز خود شعبہ نے بھی ثوری کی موافقت کی ہے اور شعبہ کی کسی نے موافقت نہیں کی ہے۔

اور بعض محدثین نے تطبیق کی صورت اختیار کی ہے اور سب طرق کو صحیح بتایا ہے۔ زیلعی لکھتے ہیں: ''وَرَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِي "صَحِيحِہِ" بِالْإِسْنَادَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَہِلَالُ بْنُ يَسَافٍ سَمِعَہُ مِنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ وَمِنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ فَالْخَبَرَانِ مَحْفُوظَانِ وَلَيْسَ ہَذَا الْخَبَرُ مِمَّا تَفَرَّدَ بِہِ ہِلَالُ بْنُ يَسَافٍ، ثُمَّ أَخْرَجَہُ عَنْ يَزِيدَ 4 بْنِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَمِّہِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِيہِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ، فَذَكَرَہُ،، انتہی (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر یہی ہے کہ یہ تمام طرق صحیح ہیں ان کے رواۃ ثقہ ہیں۔ اور ہر طریق دوسرے کا موید ہے۔ ان میں کوئی ٹکراؤ اور اضطراب موجب للضعف قادح فی صحة الحدیث موجود نہیں ہے۔

صورت یہ ہوئی ہے کہ ہلال نے یہ حدیث پہلے عمرو بن راشد سے سنی اس کے بعد وابصہ سے زیاد بن ابی الجعد کی موجودگی اور حضور میں ملاقات کی۔ عند الملاقات والاجتماع زیاد نے اس حدیث کو ہلال سے اس حال میں بیان کیا کہ وابصہ سن رہے تھے ۔ کما یدل علیہ سند الحدیث عند الترمذی، وہذا یرد علی قول البزار أن ہلال لم یسمع من وابصة وابصہ نے سن کر سکوت فرمایا۔ ان کا یہ سکوت اقرار کے حکم میں ہوگیا۔ اس طرح یہاں قراءة علی العالم اور عرض علی الشیخ کی صورت متحقق ہوئی جو تحمل حدیث کے انواع معتبرہ میں سے ہے گویا ہلال نے خود وابصہ سے یہ حدیث سن لی۔ اسی لیے وہ بعض اوقات وابصہ سے بلاواسطہ زیاد روایت کرتے ہیں۔ بہر حال یہ بلا واسطہ زیاد والی روایت بھی متصل ہے، اور اس میں تدریس کا شائبہ نہیں ہے۔ اسی چیز کی طرف امام ترمذی نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ''وفی حدیث حصین مایدل علی أن ہلالا قد أدرک وابصة انتہی،، فروایة ہلال عن وابصة وروایة ہلال عن زیاد عن

وابصۃ کلتاہما بمعنی واحد

یا ہلال نے پہلے زیاد کی موجودگی میں وابصہ سے ملاقات کی اور حدیث کو وابصہ کے حضور میں زیاد کی زبان سے سنا، پھر عمرو بن راشد سے بھی سنا۔

وقد صرح ہلال بسماعہ من عمرو بن راشد فی روایۃ ابی داوٗد الطیالسی، فہواسناد متصل ایضاً، وعمرو بن راشد قد وثقہ ابن حبان کما فی الخلاصۃ.

بنابریں ہلال کبھی عمرو بن راشد سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، اور کبھی زیاد عن وابصہ سے، اس لیے کہ زیاد ہی اصل اپنی زبان سے حدیث بیان کرنے والے ہین، اور کبھی براہ راست وابصہ سے روایت کرتے ہیں، کیوں کہ زیاد کی تحدیث کے وقت وابصہ سماع فرما رہے تھے، اور سکوت کے ذریعہ حدیث کا اقرار کیا تھا، اور کبھی زیاد کی حدیث کو وابصہ کے حضور میں بیان کرنے کو نقل کر دیتے ہیں، اور یہ سب صورتیں اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ اور تمام طرق ثابت اور محفوظ ہیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیاد کی طریق میں اختلاف سیاق رواۃ کے تصرف کا نتیجہ ہو۔ پھر اس کی تائید ''یزید بن زیاد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد،، کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ کما تقدم یہ سند بھی صحیح ہے۔ یزید کی امام احمد، ابن معین عجلی وغیرھم نے توثیق کی ہے۔ اور عبید ثقہ تابعی ہیں ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ مذکورہ بالا توجیہ و تطبیق کو امام ابن حزم نے محلی (4 54،53) میں پسند کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''وروایۃ ہلال بن یساف حدیث وابصۃ مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد ومرۃ عن عمر بن راشد قوۃ للخبر، وعمرو بن راشد وثقہ أحمد بن حنبل وغیرہ،، انتہی۔ اور واضح ہو کہ مسند احمد کی روایت ''شمر بن عطیۃ عن ہلال عن وابصۃ،، بھی صحیح ہے۔ شمر کی توثیق ابن نمیر، ابن معین، نسائی، عجلی، ابن سعد وغیرھم نے کی ہے۔ اور اصل حدیث کی تقویت کے لیے پانچویں طریق کو ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا اگرچہ وہ سنداً کمزور ہے۔ امید ہے اس مفصل تقریر سے یہ مقام حل ہوجائے گا۔

تنبیہ:

''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، کے بعد جامع ترمذی مطبوعہ دہلی 1320ھ اور جامع ترمذی مطبوعہ بولاق مصر 1293ھ اور ترمذی متن تحفۃ الاحوزی میں یہ عبارت واقع ہے: ''حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ قالو،، واقع ہے اور یہ زیادۃ بے اصل ہے۔ نساخ کی غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ جامع ترمذی کے تین صحیح نسخے اس زیادۃ سے خالی ہیں:

(1) طبعۃ بولاق مصر 1292ھ ملک الشیخ احمد الرفاعی المالکی، وقد قرأ الکتاب فیہا درسا وصححہا وضبطہا بخط 1311ھ.

(2) مخطوطۃ الشیخ عابد السندی محدث المدینۃ المنورۃ فی القرن الماضی، وقد قرأہا وصححہا بنفسہ فی سنۃ 1221ھ وہی من أصح النسخ.

(3) مخطوطۃ دار الکتب العربیۃ وتاریخہا 726......کذا حققہ وذکرہ العلامۃ الشیخ احمد محمد شاکر القاضی الشرعی فی تعلیقہ علی جامع الترمذی.

(مصباح بستی/ ربیع الآخر 1471ھ)

مولانا کھنڈیلوی اور وجہ ترجیح طریق ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ

ماہنامہ ''مصباح،، میں اس فقیر کے نام سے جن علمی اور غیر علمی استفسارات کے جوابات شائع ہو رہے ہیں۔ وہ بالعموم بزمانہ ملازمت دار الحدیث رحمانیہ دہلی لکھے گئے ہیں۔ جواب مدیر ''مصباح،، کی خواہش پر نظر ثانی کے بعد ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے عنوانات وہ خود تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث وابصہ بن معبد کی سند میں اختلاف اور امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح سے متعلق استفسار کے جواب میں تحریر لکھی گئی ہے، اس کا عنوان ''مذاکرہ علمیہ،، مدیر ''مصباح،، کا اپنا قائم کردہ ہے۔

محترم مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی محدث دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کو اس تحریر میں ''چند مسامحات،، نظر آئے، جن کی نشاندہی کے لیے آپ نے عربی میں ایک مقالہ تحریر فرما

کراشاعت کےلیے دفتر ''مصباح ،، میں بھیج دیا، لیکن مدیر کوہدایت فرمادی کہ وہ اس کا بامحاورہ ترجمہ کردیں اور ''مصباح،، میں مع ترجمہ شائع کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اشاعت سے پہلے یہ مقالہ مجیب (عبیداللہ) کونہ دکھایا جائے، اگر کسی وجہ سے شائع نہ ہوسکے تو واپس کردیا جائے لیکن مجیب کوہرگزنہ دکھایا جائے۔ (اوکماقال) مقالہ عربی میں لکھنے اورمدیر ''مصباح،، کوترجمہ کرنے کی ہدایت فرمانے، اوراشاعت سے پہلے مجیب کونہ دکھائے جانے کوموکدہدایت کرنے کے کیا اسباب ہیں؟ یہ فقیر ان کو سمجھنے سے قاصر ہے، خدا کرے وہ مولانا کی علمی جلالت کے شایان شان ہوں۔

مدیر ''مصباح،، نے اپنی پریشانیوں کی وجہ سے ترجمہ سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے مقالہ واپس کردیا، بڑی خوشی ہوتی اگر مولانا کا اصل عربی مقالہ مع ترجمہ کے پہلے ''مصباح،، میں شائع ہوا ہوتا، کیوں کہ میرا مضمون ''مصباح،، ہی میں شائع ہوا تھا۔ مولانا نے اپنا یہ مقالہ ''الہدیٰ،، میں اردو میں شائع کرایا، البتہ امام ترمذی کے کلام بابت ترجیح طریق ''ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، کی عربی شرح باقی رکھی اوراس کا خلاصہ ترجمہ کردیا۔

یہ فقیر مولانا کا ممنون ہے کہ آپ نےاپنے اس تعاقب کے ذریعہ، جودرحقیقت ایک علمی زلہ اور تقلید ضلالت کا اچھا نمونہ ہے۔

اس عاجز کواپنے جواب پر نظرثانی کرنے کی طرف متوجہ فرمایا، اس طرح ترمذی کا یہ مقام انشاء اللہ اور منقح ہوجائے گا، اوراہل علم اوراصحاب ذوق پران ''چند مسامحات،، کی حقیقت واضح ہوجائے گی جو مولانا کو اصل جواب میں نظر آئے۔

مدیران ''الہدیٰ،، اور ''مصباح،، مستحق شکریہ ہیں کہ وہ ایسے مضامین شائع کرکےاپنے قارئین میں خشک علمی مباحث کا ذوق پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ خدا کرے کہ صرف ان کے قارئین ہی نہیں بلکہ تمام علماء اہل حدیث جنہیں بقول مولانا کے ''آج فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہیں رہا اوروہ اکثر ہمارے مدرسین جن کی تعلیم سطحی طریق پر ہوتی ہے اور جو مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے،، یہ سب کے سب اپنی موجودہ روش کو بدل دیں تاکہ مولانا کو پھر اس قسم کی دستاویز شائع فرماکر غیروں کی ہفوات کی تصدیق کا موقع نہ ملے۔

ہماری یہ تحریر مولانا کے مضمون کوبغور پڑھنے کا نتیجہ ہےناظرین سے گزارش ہےکہ وہ اسے پڑھنے کےوقت تکلیف فرماکر ''مصباح،، شمارہ نمبر :4(ربیع الثانی 1371ھ)اور''الھدی،، شمارہ نمبر :9جلد :4(یکم مئی1953ء) ضرور سامنے رکھیں، اوراگر جامع ترمذی بھی پیش نظر رہے تواور بہتر ہوگا۔

امام ترمذی نے اپنی ''جامع،، میں وابصہ بن معبد کی حدیث صرف دوطریق (سند) سے روایت کی ہے (نہ تین طریق سے کما توہم الشیخ محمد انور الکشمیری الدیوبندی فی أمالیہ).

(1)حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ

(2)شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصۃ.

امام ترمذی نے پہلے طریق سے حدیث روایت کرنے کے بعد اوردوسرے طریق سے روایت کرنے سے قبل، ایک طریق کودوسرے پر ترجیح دینے کے بارے میں محدثین کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے اپنا عندیہ بھی ظاہر کیا ہے اوراس کی وجہ بھی لکھ دی ہے پھر حدیث کودوسرے مذکورہ بالا طریق سے روایت کیا ہے۔ اختلاف علماء حدیث اوراپنا خیال ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے: ''واختلف أہل الحدیث فی ہذا فقال بعضہم: حدیث عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصۃ أصح، وقال بعضھم: حدیث حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ اصح وہذا(ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد الخ) عندی أصح من حدیث عمرو بن مرۃ (عن ہلال عن عمرو بن راشد الخ یعنی: کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح عندی من کونہ من روایۃ عمرو بن راشد عن وابصۃ) لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، انتہی

اس نشان زدہ عبارت کی تشریح کے سلسلہ میں راقم السطور نے لکھا تھا کہ ''من عیر حدیث ہلال بن یساف،، میں لفظ ''حدیث،، کے اعراب میں دواحتمال ہوسکتے ہیں پھر دونوں احتمالوں کی روشنی میں پوری عبارت توضیح کی تھی۔

مولانا کھنڈیلوی نے پہلے احتمال کوتین وجہ سے اوردوسرے احتمال کودووجہ سے عیر صحیح قراردیا ہے۔ پھر پوری عبارت کی بزعم خویش صحیح ترکیب لکھی ہے اوراس کا مطلب واضح

کرنے کی کوشش ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے یہ اعتراضات ''اعتراض برائے اعتراض،، کی قسم سے ہیں، اورنشان زدہ عبارت کی جو تشریح انہوں نے کی ہے وہ بھی سطحی نظر اور مفہوم عبارت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے، اور قطعاً اس لائق نہیں کہ اسے ایسے عالم کی طرف منسوب کیا جائے، جواب علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہ رہنے کا شکوہ کررہا ہو، اور ہمارے مدرسین کی تعلیم وتدریس کے سطحی ہونے اوران کے مفہوم کتاب تک نہ سمجھنے کا دعویٰ کررہا ہو۔

مولانا نے پہلے احتمال کو(جس میں ہم نے لفظ حدیث کو''ھلال،، کی طرف مضاف اور ''رویٰ،، کوفعل مجہول اور ''عن زیاد،، کواس ما مفعول مالم یسم فاعلہ بتایا ہے) غیر صحیح بنانے کےلیے ایک نحویانہ وجہ طویل عبارت میں تحریر فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''لانہ،، سے پہلے ''عمرو بن مرۃ،، واقع ہے اس لیے وہ ''لانہ،، میں ضمیر متصل کا .... (جواِن کا اسم ہے) مرجع ہوگا اور ''روی،، اِن کی خبر۔ اوراس کی ضمیر مرفوع مستتر کو مرجع بھی وہی ''عمرو بن مرۃ،، ہے، اس لیے ''روی،، لامحالہ فعل معروف ہوگا نہ کہ فعل مجہول۔

مولانا! یہ کس نحوی قاعدہ کی روسے ضروری ہوگیا کہ چوں کہ ''لانہ،، سے پہلے اوراس کے متصل ''عمرو بن مرۃ،، ہے اس لیے وہی ''لانہ،، میں ضمیر کا مرجع ہوگا۔ آپ کا غالباً ان دوضمیروں کے مرجع کی تلاش کی فکر کی وجہ سے ایک مشہور نحوی قاعدہ سے ذہول ہوگیا۔

مولانا! ضمیر شان اور قصہ بھی کوئی چیز ہے؟ ''لانہ،، میں ضمیر شان کی ہے جس کی تفسیر آگے کا جملہ کررہا ہے والمعنی: الأن الشان قد روی ای ذکرا أوورد من غیر حدیث ہلال لفظ عن زیاد عن وابصۃ، یعنی: أن کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح، لأن لفظ عن زیاد عن وابصۃ قد روی من غیر حدیث ہلال، والمراد بہذا الغیر، ہو طریق یزید بن زیاد عن عبید بن ابی الجعد عن زیاد عن وابصۃ، وہذا کقولہ تعالی: لا تعمی الأبصار،، فإن القصۃ لا تعمی الأبصار، فالضمیر القصۃ، ولا تعمی الأبصار مفسرہ لہ. اوراگر آپ کو اصرار ہے کہ ''لانہ،، میں ضمیر کا کوئی مرجع ایک متقدم ہونا چاہیے جو''اِن،، کا اسم ہواور''روی،، اس کی خبر۔ اورظاہر ہے کہ اس صورت میں ''اِنہ،، اور''روی،، دونوں کی ضمیر کا مرجع ایک ہونا چاہیے تولیجئے ان دونوں ضمیروں کا مرجع وہی ہے جواس سے پہلے ''ہذا عندی اصح من حدیث عمرو بن مرۃ،، میں ''ھذا،، اسم اشارہ کا مشارالیہ ہے۔ والمعنی: وہذا أی حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ أصح عندی من حدیث عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ، أی کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح من کونہ من روایۃ عمرو بن راشد عن وابصۃ، لأنہ ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ، قد روی من غیر حدیث ہلال عن زیاد عن وابصۃ أی روی عن زیاد عن وابصۃ من طریق آخر غیر طریق ہلال، وہو طریق یزید عن عبید عن زیاد عن وابصۃ، واالحاصل أنہ لم یتفرد حصین عن ہلال بذکر واسطۃ زیاد، بل تابعہ علی ذلک یزید عن عبید، فاتفق حصین عن ہلال ویزید عن عبید علی ذکر واسطۃ زیاد، وروایۃ الحدیث من طریق زیاد بخلاف عمرو بن مرۃ عن ہلال، فإنہ قد تفرد بذکر واسطۃ عمرو بن راشد، ولم یتابعہ أحد علی ذلک، ولذلک رجح الترمذی کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ.

اس توجیہ پر''عن زیاد،، ''روی،، کے متعلق ہوگا لیکن ''لانہ،، میں ضمیر کا مرجع ''عمرو بن مرۃ،، کسی حال میں نہیں ہوسکتا اورنہ ہی ''روی،، صیغہ معروف ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں ترمذی کا یہ کلام بے معنی ہوجائے گا کما سیأتی.

مولانا نے پہلے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے: اگر''روی،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ عن زیاد عن وابصۃ بنایا جائے گا تواختلاف ما بین الاسم والخبر لازم آئے گا۔ الخ۔

یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے ''لانہ،، میں جب ضمیر شان کی ہے اور"روی فعل مجہول ہے جس کا نائب فاعل لفظ ''عن زیاد عن وابصۃ،، ہے تواسم اورخبر اوران کے درمیان اختلاف کا قصہ ہی ختم ہوگیا، یااگر''لانہ،، اور''روی،، دونوں کی ضمیروں کا مرجع حدیث ہو(حسب ماہینا) تواسم وخبر کے درمیان اختلاف کہاں لازم آیا؟

مولانا نے تیسرا کلام یوں کیا ہے: ''اکثر جار مجرور متعلق فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل ہوتے ہیں، اس کونائب فاعل بنانا صرف عن الظاہر ہے گوبعض اوقات جار مجرور نائب فاعل ہوتے ہیں جبکہ الفاظ مراد ہوں، مگر یہاں پر متعلق جار مجرور فعل موجود ہے اوروہ ''روی،، ہے۔ انتہی

''اکثر،، کوتصریح اور''گوبعض اوقات الخ،، کے ذریعہ استثناء کے باوجود اس احتمال پر جس میں لفظ ''عن زیاد عن وابصۃ،، کونائب فاعل بنانا مقصود ہے لیکن باوجود اس کے نہ معلوم کس غرض سے آپ نے کلام کا یہ نمبر بڑھادیا۔ واضح ہو کہ یہاں جار مجرور یعنی ''عن زیاد الخ،، کا متعلق ''روی،، مذکورہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ لانہ میں ضمیر مرجع اورروی فعل مجہول کا نائب فاعل حدیث کما تقدم وسیأتی ایضا.

مولانا !اسی سے ملتی جلتی ترمذی کی یہ عبارت بھی ہے : ''قال : وروی عن ابی عوانۃ عن خالد بن علقمۃ عن عبدخیر عن علی ، قال : وروی عنہ عن مالک بن عرفطۃ مثل روایۃ شعبۃ والصحیح عن خالد بن علقمۃ ،، ایک احتمال کی بناء پرلفظ عن خالد بن علقمہ الخ ''روی ،، اول کانائب فاعل اور لفظ : ''عن مالک بن عرفطۃ ،، روی ، ثانی کانائب فاعل ہوسکتا ہے اوراگر ''روی ،، کانائب فاعل ضمیر مستتر کوبنایا جائے جس کا مرجع حدیث ہوگا توحرف جار ''عن خالد ،، ''روی ،، مجہول کے متعلق ہوجائے گا ۔ مولانا نے دوسرے احتمال پر (جس میں ''من غیر حدیث ہلال بن یساف ،، میں لفظ ''حدیث ،، کومنون اور ''ھلال ،، الخ کو ''روی ،، کانائب فاعل ہونے کی بناء پر مرفوع بتایا گیا ہے) پہلا کلام یوں کیا ہے ، ''حدیث ،، کو قطع اضافت کے ساتھ منون پڑھنا صرف عن الظاہر ہے ، اس پر کوئی قرینہ ہونا چاہیے ۔ انتھی ۔ مولانا جس احتمال کوظاہر کہہ دیں وہ ظاہر ہے اورجس کوغیر ظاہر صرف عن الظاہر فرمادیں وہ غیر ظاہر اور محتاج قرینہ ہے ۔ ہذاشئی عجیب ۔

مولانا !اگر ''حدیث ، کوغیر منون مع اضافت پڑھنا ظاہر ہے تومنون مع قطع الاضافت پڑھنا اظہر ہے ۔ اس کی تقویت وتائید ''نصب الرایہ ،، کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کوزیلعی نے عبارت مبحوثہ عنہا کی بجائے جامع ترمذی سے یوں نقل کیا ہے ۔ ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرۃ ، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، .

اگریہ عبارت نقل بالمعنی ہے کما ہوالظاہر تواس سے واضح طورپر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ زیلعی نے ''من غیر حدیث ھلال ،، میں ''حدیث ،، کومنون پڑھا ہے اس کوطریق کے معنی میں لیاہے مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث (طریق) کے علاوہ کئی حدیث (طریق) سے ''عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، روایت کیا گیا ہے یا حدیث مذکور طریق مذکورہ کے علاوہ کئی طریق سے ''ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، سے مروی ہے ۔ اوراس کئی طریق سے مراد ثوری ، شعبہ ، ابن عیینہ ، عبشر عن ھلال کے طرق ہیں ۔ کہ یہ چاروں ''ھلال ،، سے اوپر ''زیاد عن وابصۃ ،، ذکرکرتے ہیں ۔ بخلاف شعبہ عن عمرو بن مرۃ ،، کے کہ وہ ''ھلال ،، سے اوپر ''عمرو بن راشد ،، ذکرکرنے میں متفرد ہیں اوریہ ایسا ہے جیسا کہ امام ترمذی ''باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم میں ''عاصم بن ابی النجود عن زر عن حبیش عن صفوان ،، کے طریق سے حدیث روایت کرنے اورمذاہب وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں : ''وقد روی ہذاالحدیث عن صفوان بن عسال من غیر حدیث عاصم ،، انتہی 1/160(909).

مولانا نے دوسرے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے :

''حدیث ،، کومنون مع قطع الاضافت پڑھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ''روی ،، کانائب فاعل ایک ذات مشخص ہواور یہ خلاف محاورہ عرب ہے اکثر ''روی ،، کا اطلاق حدیث وطریق وسند پرہوتا ہے نہ کسی ذات مشخص پر ، فلایقال روی زید بل یقال روی عن زید أو روی ہذا السند من طریق فلان وغیرہ . پس ''وری ،، کوفعل مجہول اور ''ھلا بن یساف ،، کونائب فاعل بنانا صحیح نہیں ہے ،، ۔ انتھی ۔

گزارش یہ ہے کہ جب یہاں لفظ ''ھلال عن زیاد ،، الخ کونائب فاعل بنانا مقصودومراد ہے ، تو ''روی ،، کانائب فاعل ذات مشخص کا ہونا کس طرح لازم آگیا ؟ پھر ایک طرف تو آپ ذات مشخص کا ''روی ،، نائب فاعل ہونا خلاف محاورہ عرب قرار دیتے ہیں لیکن اس کے بعد فوراً ہی محاورہ عرب یوں بیان کرتے ہیں :

''اکثر روی کا اطلاق حدیث وطریق وسند پرہوتا ہے نہ کہ ذات مشخص پر ، آپ کی ''اکثر قید سے صاف نکلتا ہے کہ کبھی کبھار ''روی ،، کا اطلاق ذات مشخص پر بھی ہوتا ہے ۔ پس اس کے بعد ''فلایقال روی زید ،، کا محاورہ پیش کرنا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ؟ کیوں کہ جب ''اکثر ،، کی قید کی روسے بعض اوقات ذات مشخص پر بولنے کا جواز آپ کے کلام سے ثابت ہے تو فلایقال الخ کے ذریعہ بالکلیہ اس کی نفی کرنی درست نہیں ہوسکتی ، اورہمارے نزدیک تو ''روی زید ،، کہنا درست ہے اگر لفظ مراد ہو پھر أو روی ہذا السند من طریق فلان ،، کا محاورہ لکھ کر تو آپ نے اس عاجز کی پوری تائید فرمادی ہے ورنہ ایک مہمل جملہ بول گئے ہیں ۔ تفصیل اس کی یہ ہے : ''سند ، کہتے ہیں ''اخبار عن طریق المتن ،، کو (الفیہ ، سیوطی ، تدریب الراوی وغیرہ) یا "حکایۃ طریق المتن " کو (شرح نخبہ) یعنی ''سند ،، نام ہے : ''اسماء رواۃ متن ،، کا ۔ بناء علی مانقل عن الحافظ .

پس مولانا کے نقل کردہ محاورہ میں ''سند ،، سے مراد ''اسماء رواۃ ،، ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ : یہ اسماء رواۃ فلاں کے طریق سے روایت کیئے گئے ہیں اب اسماء سے مراد الفاظ ہوں گے یا ان کے مسمیات ، یعنی : ذوات مشخصہ ۔ اگر پہلی شق مراد ہے توہماری مؤید ہوئی ، اس لیے کہ ہم نے لفظ ھلال عن زیاد کو جواسماء رواۃ ہیں ''روی ،، کانائب فاعل بنایا ہے ۔ اگر دوسری شق مراد ہے تو آپ کے اس پیش کردہ محاورہ کی روسے ذات مشخصہ پر ''روی ،، کے اطلاق کا جواز ہی نہیں بلکہ اس کا محاورہ ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ اورآپ کے اس محاورہ کا

بے معنی (مہمل) ہونا اس طرح محقق ہے کہ ''سند،، نام ہے ''طریق متن،، (اسماء رواۃ) کا اور ''طریق،، نا ہے ''سند،، کا تو 'روی ہذا السند من طریق فلان،، کا معنی یہ ہوا کہ یہ سند فلاں کی سند سے یا یہ طریق فلاں کے طریق سے روایت کیا گیا ہے وہذا کما تری لیس لہ معنی صحیح اللھم اِلاأن یکون المراد، أنہ روایت ہذہ القطعۃ من السند من طریق فلان أی ورد ذِکرُ ہولاء الرواۃ من طریق فلان، وہذا یؤید کلامنا فی انشاء الاِحتمالین مولانا کو تکثر ''مسامحات،، کی دھن میں یہ خیال نہیں رہا کہ ان کا قلم کیا لکھ رہا ہے۔ انا اللہ الخ، بہر کیف ان مختصر گزارشات سے قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مولانا نے ہمارے لکھے ہوئے دونوں احتمالوں پر جن چند وجوہ سے کلام کیا ہے ان کا ''وزن،، کیا ہے، اور ہماری تحریر میں آپ کو جو چند مسامحات نظر آئے، ان کی کیا حقیقت ہے۔ مولانا۔۔۔۔!واِن تعودوا نعد الخ

قارئین کرام سے اب عرض ہے کہ مولانا نے امام ترمذی کے کلام مشتمل بروجہ ترجیح طریق ''زیاد عن وابصۃ،، کی عربی میں جو تشریح فرمائی ہے اسے اور اس پر ہماری تنقید کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا نے نہ معلوم اس حصہ کی عربی کیوں باقی رکھی؟ شاید اس لیے کہ ان کی اس تشریح و توجیہ کا ماخذ بھی عربی میں ہے۔ واللہ اعلم۔

بہر حال حال مولانا کے تشریح الفاظ یہ ہیں :

''قال ابو عیسی الترمذی : اِن ہذا المعلوم، من غیر حدیث ہلال بن یساف، عن زیاد بن ابی الجعد عن مرۃ، لأنہ أی عمرو بن مرۃ قد روی بصیغۃ المعلوم، من غیر حدیث ہلال بن یساف، عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ، فلفظ روی فی کلام الترمذی بصیغۃ المعلوم لا بصیغۃ المجہول، ولفظ عن زیاد متعلق بروی المذکور وفاعل روی عمرو بن مرۃ،، انتہی کلام الشیخ الکندہلی (الکھندیلوی) .

قلت : کلا بل قولہ روی علی بناء المفعول لا بناء الفاعل، والضمیر المتصل فی قولہ لأنہ لیس لعمرو بن مرۃ، بل ہو ضمیر الشان وحرف الجار، ای قولہ عن زیاد لیس متعلقا بروی المذکور، بل ہو نائب فاعل لقولہ روی، بناء علی ان المراد منہ اللفظ لا المعنی، کما اوضحنا ذلک غیر مرۃ، وأما علی ماقال الشیخ فیفسد المعنی، ولا یصح کلام الترمذی ہذا، فاِن قولہ ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف،، یقتضی علی شرح الشیخ، ان عمرو بن مرۃ روی حدیث وابصۃ من حدیث آخر، غیر حدیث ہلال بن یساف، ای روی من طریق آخر غیر طریق ہلال، ثم جعل وقولہ : عن زیاد متعلق بروی المذکور، یقتضی أن عمرو بن مرۃ رواہ عن زیاد مباشرۃ، أی من غیر واسطۃ، وأن روایۃ عمرو بن مرۃ عن زیاد بلا واسطۃ ہی غیر حدیث ہلال، یعنی طریق عمر بن مرۃ عن زیاد غیر طریق ہلال، وہو الذی فہمہ صاحب العرف الشذی، بناء علی ماوقع فی النسخۃ الأحمدیۃ وغیرہا من النسخ المطبوعۃ لجامع الترمذی، بعد ذلک من زیادۃ قولہ ''حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،،. قال صاحب العرف بعد ذکرہ : "ہذا حدیث زیاد بن ابی الجعد غیر حدیث ہلال بن یساف عنہ،، انتہی، لکن ہذا کلہ مخالف لما ذکرہ الشیخ الکندہلی بعد شرحہ المتقدم، حیث قال : ''فرجع الترمذی ہذا أی حدیث زیاد بن ابی الجعد علی حدیث عمرو بن راشد، لأنہ قد روی من طریقین :

(1) طریق حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ،

(2) وطریق عمرو بن مرۃ عنہ ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، انتہی، فاِن ہذا صریح فی أن عمرو بن مرۃ لم یروہ عن زیاد مباشرۃ، بل روی بواسطۃ ہلال، أعنی : أن کلامہ ہذا یدل صریحا علی أنہ بین عمرو بن مرۃ وبین زیاد واسط ہلال، وہذا کما تری مناقض، لما یدل علیہ کون ''عن زیاد،، متعلقا بروی المذکور، من أن عمرو بن مرۃ روی عن زیاد مباشرۃ، ای بلا واسطۃ، ومخالف لما یدل علیہ الزیادۃ المذکورۃ.

ثم اِن قول الشیخ فی بیان الطریق الثانی : وطریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ، مخالف لشرحہ، أن عمرو بن مرۃ روی حدیث زیاد من غیر حدیث ہلال، فاِن ہذا ظاہر فی أن عمرو بن مرۃ لم یروہ من طریق ہلال، بل من طریق آخر غیر طریق ہلال

وفیہ ایضا أن کلامہ لبیان الطریق الثانی، یقتضی أن قولہ الترمذی ''عن زیاد،، فی بیان وجہ الأصحیۃ،، لیس متعلقا بروی المذکور، بل ہو متعلق بروی المقدر بعد قولہ ''ہلال،، وہذا لمن تامل تأملا صادقاً

ثم نسال الشیخ الکندہلی بعد الاِغماض والاِغضاء عن کلامہ، للتناقض الذی لا یظہر اِلا من رجل ینسیہ آخرُ کلامہ أولہ، أن یمن علینا بذکر من خرج ہذا الحدیث من طریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن

زياد عن وابصة ، وتعيين الكتاب الذى خرج فيه من ہذا الطريق ، ونحن نقول جهاراً ، وقولنا حق ، أن حديث وابصة لم يرو من ہذا الطريق أى طريق عمرو بن مرة عن ہلال عن زياد عن وابصة أصلا ، وانه لا أصل بل ولا أثر له فى كتب الحديث ودواوينه ، فهو مما اخترعه الشيخ الكندہلى لعدم فهمه كلام الترمذى ، ونسأل أيضا من وافق صاحب العرف الشذى ، أن يذكر لنا الذى خرجه من طريق عمرو بن زياد عن وابصة .

وأما ماوقع فى نسخ الترمذى المطبوعة ، من قوله حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد عن وابصة ، فهى زيادة لا أصل لها ، وہى خطا كما نبهنا على ذلك فى جوابنا أولا ، ويدل على كونها خطاً ، أيضا أنه لم نجد فى كتب الرجال عمرو بن مرة فى تلامذة زياد بن أبى الجعد ، ولا زيادا فى شيوخ عمرو بن مرة ، فلا نشك فى أن عمرو بن مرة ، لا يروى عن زياد ، ومن ادعى أن عمرو بن مرة ، لا يروى عن زياد ، ومن ادعى أن عمروا ہذا أخذ الحديث عن زياد ، وأنه من تلامذته ، فليأتنا بدليل على ذلك ولا يمكن له ہذا أبدا وإنى أتعجب من الشيخ الكندہلى ، أنه لم يلتفت إلى ما كتبت فى جوابى تحت عنوان ''تنبيه ،، نقلا تعليق الشيخ أحمد محمد شاكر على جامع الترمذى

ثم نقول : لو كان مقصود الترمذى ما ذكره الشيخ الكندہلى ، لكان كلام الترمذى ہكذا ''لأنه (أى عمرو بن مرة) قد روى أيضا ، عن ہلال عن زياد عن وابصة ، يعنى : أن حديث حصين عن ہلال عن زياد عن وابصة أصح وأرجح من حديث عمرو بن مرة ہلال عن عمر بن راشد عن وابصة ، لأن حصينا لم يروعنه خلاف ماذكر ، وأما عمرو بن مرة الذى روى عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ، لأن حصينا لم يروعنه خلاف ماذكرن وأما عمرو بن مرة الذى روى عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ، فقد روى خلاف ہذا ، أى روى عن ہلال عن زياد عن وابصة ، موافقا لحديث حصين عن ہلال فى السند .

ثم قال الشيخ الكندہلى : ''فالحديث الذى روى من طريقين أصح وأرجح من الحديث الذى روى من طريق واحد ،، انتهى ، وقال صاحب العرف : ''فالحديث الذى بطريقين أصح من الذى بطريق واحد ،، انتهى .

قلت : ليست ہذه قاعدة كلية ، فكم من حديث له طرق واسانيد ، قد رجح عليه حديث له طريق واحد ، وہذا إذا كان فى طريق فى الأول ضعف يسير ، قد انجبر بكثرة طرقه ، وبلغ بذلك الى درجة الحسن ، وكان طريق الثانى صحيحا لذاته فى أعلى مراتب الصحة ، فان الترجيح فى مثل ہذا للثانى ن وكذا إذا كانت طرق الاول ضعيفه جداً واہية ، وطريق قوية صحيحة

ثم قال الشيخ الكندہلى : ''وبين الامام الترمذى بعد ذلك ، ہذين الطريقتين بالسندين ،، انتهى .

لم يبين الشيخ ، أنه ماذا أراد بالطريقين وبالسندين ؟ ، ولم يوضح أنه كيف بين الترمذى ہذين الطريقين بالسندين ؟ ، ولا أدرى ما وجه الإجمال والإبهام ؟ مع أن المقام مقام الكشف والإيضاح لا الابهام ، والمحل محل الشرح والتفصيل لا الإجمال والإختصار ، وإنى أعترف بأنه لم يتحصل لى من كلامه ہذا شئ ، فان التعريف باسم الإشارة واللام فى قوله ''ہذين الطريقين ،، يقتضى أن المراد بالطريقين ، الطريقان اللذان ذكرہما الشيخ قبل ذلك بقوله ''لأنه روى من طريقين : (1) طريق حصين عن ہلال عن زياد عن وابصة

(2) وطريق عمرو بن مرة عن ہلال عن زياد عن وابصة ، لكن من المعلوم أن الترمذى لم يبين ہذين الطريقين فيما بعد أصلا ، فإنه لم يذكر بعد بيان وجه الترجيح إلا طريقا واحدا لا طريقين ، وہذا الطريق الواحد ، ہو طريق : ''عمرو بن مرة عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ،، على ما فى النسخ الصحيحة لجامع الترمذى من سقوط الزيادة التى تقدم التنبيه عليها ، أو ذكر طريقين : الأول : طريق عمرو بن راشد الذى ذكرناه آنفا ، ولا شك أن ہذين الطريقين ، غير الطريقين الذين ذكرہما الشيخ ، وإن أراد بقوله أن الترمذى بين الطريقين ، أى طريق عمرو بن مرة عن ہلال عن زياد عن وابصة ، وطريق عمرو بن مرة عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ، أو أراد أن الترمذى بين طريق زياد عن وابصة وطريق عمرو بن راشد عن وابصة بالسندين يعنى بين طريق زياد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد عن وابصة (على ما فى النسخة الأحمدية وغيرہا من الزياد) ، وبين طريق عمرو بن راشد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ، ففيه أن ہذا يخالفه ما تقدم فى كلام الشيخ أن فى طريق زياد عن وابصة واسطة ہلال بين عمرو بن مرة وبين زياد ، وسياق الزيادة التى قلنا أنها مما لا أصل له ، صريح فى أنه لا واسطة بينهما ، بل روى عمرو بن مرة عن زياد مباشرة ، من غير واسطة ہلال .

وبالجملة قول الشيخ ''وبين الترمذى ہذين الطريقين بالسندين ،، غير مستقيم ، وإنى أظن انه أجمل الكلام ہنا ، لأنه لم يمكن له تفصيل ذلك ، ولم يتمكن من توفيق ما علق بذہنه ، بما وقع فى جامع الترمذى من سياق الكلام بعد ذلك ، ہذا وقد وافق الشيخ الكندہلى صاحب العرف الشذى فى أول شرحه ، وخالفه فى آخره ، كما لا يخفى على من عارض وقابل شرح الشيخ ، بتقرير صاحب العرف ،

وکلاہما قد ضلا عن مراد الترمذی ، وأخطأفی فہم کلامہ کما أوضحنا ذلک ، وانتقدت شرح الشیخ بالعربیۃ اتباعہ لہ ، ولم یکن لی بد من ہذا ، فلا یلومنی أحد علی ذلک

مولانا نے شیخنا الاجل حضرت علامہ مبارکپوری پر اس توجیہ کے پیش کرنے اوران سے اس مقام کی شرح نہ کرنے کی شکایت کاتذکرہ فرمایا ہے ،اور حضرت ممدوح کاجواب ان الفاظ میں ذکرکیا ہے :

''ہماراخیال اس طرف (اس توجیہ کی طرف یااس مقام کی شرح کی طرف) نہیں گیا ۔ مگر ہم نے اس کی طرف) اس توجیہ کی طرف یااس مقام کی شرح کی طرف) اشارہ کردیا ہے کہ فعل ''روی ،، کو ہم نے معروف لکھا ہے ۔ (روی فعل معروف اور مجہول دونوں کی کتابت یکساں اوردونوں کارسم خط ایک ہے) اس پر ہم نے اعراب دے دیا ہے ،، (یہ ضبط بالقلم : یعنی : ضبط بالحرکات ہے جوچنداں قابل وثوق نہیں ، اصلا لائق اعتماد ضبط باللفظ ہوتا ہے اوروہ یہاں موجود نہیں) ۔

مولانا کی ''ثقاہت ،، کے پیش نظر تواس ''حکایت ،، بارے میں شک کرنا مشکل ہے ،لیکن ''درایہ ،، ہمیں اس امر میں تامل ہے کہ حضرت شیخ نے وہ کچھ فرمایا جواس غلط توجیہ کی تقویت کےلیے اس ''داستان ،، میں ان کی طرف بصورت الفاظ مذکورہ مسنوب کیاگیا ہے بین القوسین کچھ اس طرف اشارہ کردیا گیا ہے ۔ مختصراکچھ اور بھی عرض ہے :

یہ قصہ اگر پیش آیا ہوگا تواس وقت جبکہ حضرت تحفہ جلدثانی کی طباعت کےلیے دہلی تشریف لےگئے تھے ، اوران دنوں ضعف بصر کی شکایت آپ کوشروع ہوچکی تھی ، خود کوئی تحریر اچھی طرح نہیں پڑھ سکتےتھے ، اورنہ لکھ سکتےتھے ۔ نہ معلوم آپ اس توجیہ کوحضرت پرواضح طریقہ پرپیش کرسکے یانہیں ؟ اورحضرت نے غور سے سنایا نہیں ؟ اورسننے کے بعد بطور خودناقدانہ نظرڈالنے کاموقع آپ کاملایا نہیں ؟ ان احتمالات کی بناء پریقین نہیں ہوتا کہ جناب کی پیش کردہ توجیہ سن کر حضرت نے وہ کچھ فرمایا ، جوآپ نے ان کی طرف منسوب کیا ہے ۔ حضرت کی ایک بڑی امتیازی خصوصیت یہ تھی مسائل ، فتاویٰ اوراہم علمی مباحث میں عاجلانہ فیصلہ نہ فرمانا ، بلکہ انتہائی غوروخوض اورتدبر اورامعان نظر کے بعد فیصلہ اور حکم صادر فرمانا اورمخالف یاموافق رائے قائم کرنی ۔ مخالف کی تحریر کوکڑی تنقیدی نظر سے ملاحظہ فرمانا اورغوروفکر کے بعد اٹل اور جچی تلی رائے کااظہار اوران میں غایت درجہ کی احتیاط ۔اس حقیقت کے پیش نظر راقم السطور کےلیے اس کاباورکرنا مشکل ہے کہ حضرت نے کیف ما اتفق آپ کی زبان سے یہ توجیہ سن کراس پرصادر فرمادیا ہواور ''روی ،، کی اعراب دے کر اس مقام کی شرح نہ کرنے کی تلافی کی اوراس توجیہ کی طرف اشارہ کردینے کی خبر دے دی ہو۔ اس قسم کی ''چلتواوردرسگاہی باتین کرنا ،، حضرت کاشیوہ نہیں تھا ۔

ونیز تحفہ کا متن جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمد1266 ہجری کی نقل ہے ۔اس میں جابجا اعراب لگایا ہواہے ان میں بعض غلط بھی ہیں جن کوتحفہ کے متن میں درست کردیا گیا ہے ، اورکہیں بے خیالی کی وجہ سے اتفاقی طورپر ''نقل مطابق اصل ،، غلط اعراب چھپ گیا ہے کما ستعرف ، قصداً وہ اعراب باقی نہیں رکھاگیا ہےاور حضرت نے تحفہ کے متن میں شاذ ونادراعراب لگایا ہے ۔ اعراب دے کرضبط کرنے کااعراب وخیال توقطعا نہیں تھا ۔

عبارت مبحوثہ عنہامین ''روی ،، کواحمدیہ نسخہ میں اعراب دے کرضبط کیاگیا ہے ، جوغلطی ہےاس کے طابع وناشر ومحشی مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری محشی بخاری کی ۔ کاتب نے احمدیہ نسخہ میں جب لکھا ہوا دیکھا ، ویسا ہی تحفہ کے متن میں نقل کردیا اور حضرت کواس طرف توجہ نہیں ہوئی قصداًآپ نے یہ اعراب باقی نہیں رکھا ہے ۔ بلکہ جیسے اوربعض محتاج شرح وضبط مقامات کی تحقیق وضبط اتفاقی بے خیالی کی وجہ سے سے رہ گئی (اوراس حادثہ سے شاید ہی کوئی شارح محفوظ رہاہو) ، اورجیساکہ احمدی نسخہ میں تھا ویسا ہی کاتب نے لکھا اورچھپا ۔

یہی اس مقام کے ساتھ بھی پیش آیا ہے ۔جب حضرت کاخیال اس مقام کی شرح کی طرف گیا ہی نہیں ، جیساکہ مولانا نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے ، توشرح کی تصنیف کے وقت ''روی ،، کواعراب دے کراس مقام کی شرح کی طرف یااس توجیہ کی طرف اشارہ کرنے کاخیال آگیا؟ بہرکیف آپ نےاپنے قلم سے یہ اعراب نہیں دیا ہے ، بلکہ یہ احمدی نسخہ کی نقل ہے ۔ اورنہ آپ نے قصدا یہ اعراب باقی رکھا ہے ، بلکہ یہ بے خیالی سے باقی رہ گیا ہے ۔

چند مثالیں ملاحظہ کےلیے عرض کی جاتی ہیں :

(1) احمدی نسخہ ص : 1227 اورمتن تحفہ ص : 277 دونوں میں ''ما من یَغلِقُ بَابَہ ،، مطبوع ہوگیا ہے حالانکہ اس حدیث کے آخرمیں ''اِلاأغلق اللہ أبواب السماء ،، موجود ہے جس

سے باب کی تعیین ہوجاتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ ''غَلَقَ یَغْلِقُ،، لغۃ رویۃ ہے جوشاذ ونادر استعمال ہوتی ہے پھر اصح من نطق بالضاد کے کلام میں '' اغلق،، لغت فصیحہ موجود ہوتے ہوئے ''یغلق،، کا ضبط غلط نہیں تو اور کیا ہے، اس کو بے خیالی پر محمول نہ کیا جائے تو کس پر محمول کیا جائے!!۔

(2) احمدی نسخہ ص: 1185 اور متن تحفہ ص: 178 دونوں میں ''من یہدہ ن ی اللہ،، مطبوع ہے، اور یہ ضبط خلاف قاعدہ ہے، ہونا یوں چاہیے: من یہدہ ن ی اللہ۔ چنانچہ شرح میں قاعدہ کے مطابق اٹھایا گیا ہے (من یہدی اللہ) لکھ کر اختلاف نسخہ دیا گیا ہے۔

(3) احمدی نسخہ ص: 115 اور متن تحفہ 2 20 دونوں میں لَیثری بہ مالہ،، بفتح الیاء مطبوع ہے۔ جو غلط ہے اور شرح میں ''لیثری،، اٹھا کر ''من الاِثراء،، لکھا گیا ہے۔ اس لیے اس کا صحیح ضبط یوں ہوگا: ''لیثری،،۔

(4) نسخہ احمدی اور متن تحفہ 2 365 دونوں میں ''فإن لم یتہیأ، بضم الیاء مطبوع ہے اور یہ غلط ہے۔

آخر میں مولانا حدیث '' وابصہ،، کی سند کے اخلاف واضطراب کو یوں دفع فرماتے ہیں: ''لا بعد فی کونہما صحیحین، بأن یکون ہلال أخذ من زیاد بن أبی الجعد وعمرو بن راشد کلیہما، وأخذ عمرو بن مرۃ وحصین کلاہما عن ہلال بن یساف،، انتہی۔

قلت: نعم لا بعد فی ذلک بل ہو المتعین، لکن لا یلزم من ذلک أن عمرو بن مرۃ أخذ ہذا الحدیث عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ کما توہم۔

پھر مولانا نے اس فقیر کا یوں شکریہ ادا کیا ہے: ''ہم آپ کے بہت ہی مشکور ہیں کہ آپ نے اس قسم کے مذاکرات علمیہ پیش کرکے قوم میں ایک علمی بیداری پیدا کی۔،،

اس فقیر نے وہ تحریر ''مذاکرہ علمیہ،، کے طور پر نہیں پیش کی تھی۔ وہ تو صرف ایک استفسار کا جواب تھا جس پر جناب نے تعاقب فرمایا۔

مذاکرۂ علمیہ کا عنوان مدیر ''مصباح،، نے قائم کیا ہے۔ اور دو ایک استفسارات کے جوابات سے قوم میں کیا بیداری ہوگی؟ ہاں جناب کے تعاقب کی مندرجہ ذیل عبارت سے شاید قوم کو کچھ غیرت آجائے اور لوگوں میں کچھ بیداری پیدا ہوجائے۔ آپ فرماتے ہیں: ''آہ آج علمی مذاق علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق نہیں رہا۔ اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم سطحی ہوتی ہے مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے ہیں۔،،

مولانا! لکھتے وقت آپ کو خیال نہ رہا، آپ اب سوچئے کہ یہ کیا کچھ لکھ گئے ہیں، عام مدرسین اہل حدیث کے متعلق یہ محکمانہ فیصلہ فرما کر کہ ان کی تعلیم سطحی ہوتی ہے اور وہ مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے، آپ نے کس کو تقویت پہنچائی ہے؟ مقلدین کو، ان کے طعنوں اور ہفوات کی تصدیق فرما کر ہمیشہ قائم رہنے والی ایک دستاویز دے دی ہے۔ انا اللہ الخ۔ جناب نے اخبار اور رسالہ کو بھی درس گاہ سمجھ لیا کہ طلبہ کے سامنے درسگاہ کے اندر زبان پر جو کچھ آیا کہتے گئے، اسی طرح اخبار اور رسالہ میں بھی لکھتے چلے گئے اور انجام پر غور نہیں کیا۔ اس کی شکایت مدیران ''الہدی،، و''مصباح،، سے بھی ہے کہ انہیں بھی اس کا احساس نہیں ہوا، اور ان کو بھی صحافی وجماعتی ذمہ داری کا خیال نہیں رہا۔ آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ تنقید محض نصحا لطلبۃ العلم ونصحا للجماعۃ لکھی گئی ہے مولانا کھنڈیلوی یا اور کسی بزرگ کو اس میں کچھ تلخی محسوس ہو تو معاف فرمائیں گے کہ بالقصد تلخی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے عفا اللہ عنی وعن سائر المسلمین۔

(مصباح بستی شوال وذی القعدہ 1371ھ)

حضرت مولانا کھنڈیلوی کا عربی مقالہ واپس کردیا گیا تھا اور یہ عرض کیا گیا تھا کہ ترجمہ فرما کر ارسال فرمائیں۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ موصوف کا یہ تعاقب ضرور شائع ہو، مگر ہمیں شدید انتظار کے باوجود مضمون نہیں ملا، بلکہ ''الہدیٰ،، دربھنگہ میں شائع ہوا، مدیر نے بغیر غور کے ''الہدی،، کا تراشہ کاتب کے پاس بھیج دیا، تصحیح کے وقت بالعموم نظر الفاظ کی تصحیح

اور ترتیب پر ہوتی ہے چنانچہ مولانا کھنڈیلوی کا اتنا سنگین الزام بغیر ادارتی نوٹ کے شائع ہوگیا، جس کی میں علماء اہل حدیث اور مدارس اہل حدیث کے اساتذہ سے معافی چاہتا ہوں ۔ غور فرمائیے مولانا کھنڈیلوی فرماتے ہیں کہ : ''اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم سطحی طریق پر ہوتی ہے مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے ہیں ۔ ،، یہ ہے الزام، انا للہ، اکثر کا لفظ اتنا جامع ہے کہ مولانا کھنڈیلوی جیسے گنے چنے علماء کو چھوڑ کر بقیہ دارالسلام عمر آباد، مدرسہ فیض عام ومدرسہ عالیہ مئو، مدرسہ محمدیہ عربیہ رائیدرک ، رحمانیہ دہلی وغیرہ چھوٹے بڑے تمام مدرسوں کے اساتذہ کی تعلیم سطحی ہے یہ بیچارے کتاب کا مفہوم نہیں سمجھتے بس قال قال جانتے ہیں ، ''اکثر ،، کا لفظ اتنا جامع ہے کہ خود احمدیہ سلفیہ کے مدرسین بھی اس کی زد سے باہر نہیں ، جس میں مولانا بھی درس دیتے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی غیر اور کیا الزام لگائے گا جو مولانا نے لگایا ہے ۔ ہم مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں اپنی صحافی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی، اور اہل حدیث کے تمام مدارس کے اساتذہ اور علماء سے معافی کا ہم کو موقع ملا ۔ جزاک اللہ ۔ عبدالجلیل رحمانی مدیر ''مصباح ،،

محاکمۂ سامرودیہ پر ایک سرسری نظر

قارئین ''مصباح ،، کو یاد ہوگا کہ ترمذی '' ماجاء في الصلوة خلف الصف وحده ،، میں حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث کی سند میں اختلاف اور اس پر امام ترمذی کی کلام کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں ، راقم الحروف کا مفصل مضمون ''مصباح ،، جلد : 1 شمارہ نمبر : 4 میں شائع ہوا تھا ۔ اس جواب پر مولانا کھنڈیلوی نے تعاقب لکھا جو پہلے ''الھدی ،، دربھنگہ میں ، پھر '' مصباح ،، جلد : 1 شمارہ نمبر 8 9 میں شائع ہوا، پھر اس تعاقب کا جواب ''مصباح ،، ج : 1، ش :10 11 میں شائع کیا گیا اس کے بعد مولانا شامرودی نے بغیر کسی کی تحریک وفرمائش کے ، اس سلسلے میں مضمون لکھنے کی زحمت گوارہ فرمائی ۔ اس مضمون کو مدیر '' مصباح ،، نے '' محاکمہ سامرودیہ ،، کے عنوان سے ''مصباح جلد : 2 ش : 3 میں شائع کیا ۔ آج اسی ''محاکمہ ،، پر ہم مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں ۔ ''مصباح ،، کے اہل علم قارئین میں سے جن بزرگوں کو اس سلسلے سے دلچسپی ہے ، امید ہے کہ وہ اس کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے ۔ اس مضمون کی تحریر میں دیر صرف اس وجہ سے ہوئی کہ ہم کو حافظ جمال الدین المزی کی ''تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف ،، اور اس پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی ''النکت الظراف ،، کے مطالعہ کی توفیق اخیر شعبان 1372ھ سے پہلے یسر نہیں ہو سکی ۔ کاش ! حافظ کی '' اتحاف المھرۃ بأطراف العشرۃ ،، کے مطالعہ کی سعادت بھی حاصل ہوگئی ہوتی ۔

(1) مولانا سامرودی نے جامع ترمذی کے اس مقام کے حل کے بارے میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان پیدا شدہ اختلاف کو '' الفاظی اور سطحی ،، قرار دیا ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارا یہ اختلاف معنوی اور حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف بادی النظر میں اختلاف ہے ۔ ہمیں تعجب ہے کہ مولانا نے یہ الفاظ کیسے تحریر فرمائے ، درانحالیکہ اس فقیر کی تائید میں خود ہی یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ ''روی ،، بالبناء للمفعول ہی اس محل میں صحیح ہے اس کو بالبناء للفاعل بنانا امام ترمذی کے مفہوم کو مخیل کرنا ہے ؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان یہ اختلاف معنوی اور حقیقی ہوا نہ کہ ''الفاظی سطحی ،، شاید مولانا لفظی ومعنوی اور سطحی وحقیقی اختلاف کے متعارف معنی اور ان کے درمیان فرق سے ناواقف ہیں تو ہیں لیکن یہ سب کچھ بے خیالی میں لکھے گئے ہیں ۔

(2) مولانا سامرودی فرماتے ہیں : ''اس ختلاف سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

کچھ قلبی سطح پر اثر ہے ... مگر ترچھی نظر کسی کی طرف کرنا تحقیقات علمیہ کی بنا پر بری بات ہے ۔ ،،

تعاقب کے جواب میں قدرے تلخی اور شدت پیدا ہوگئی تھی ، غالباً مولانا سامرودی نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ایسے مسئلہ میں جو زیادہ غور فکر کا محتاج نہ ہو بلکہ تقریبا بدیہی ہو، غلط روی اختیار کرنے والے کو اس کی غلطی پر تنبیہ کرنے میں شدت وخشونت اختیار کرنا ہمارے نزدیک شرعاً معیوب اور بُری بات نہیں ہے ۔ اسلامی شریعت میں اس کے نظائر موجود ہیں ۔

مولانا سامرودی جیسے محدث کبیر سے یہ چیز مخفی رہنی چاہیے تھی ۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا نے اس ظاہری تلخی کو اچھے پہلو پر محمول نہیں فرمایا ۔ بہر حال مولانا کی یہ رائے خلاف واقعہ ہے ۔ ہمارے خیال میں وہ بغیر اس فراغت صادقہ کے اظہار کے بھی ''محاکمہ ،، کو شوق پورا فرما سکتے تھے ۔ والعلم عنداللہ ۔

(3) مولانا سامرودی نے امام ترمذی کے کلام ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال ،، الخ میں لفظ ''روی ،، کے فعل مجہول ہی ہونے کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''روی ،، کو فعل

معروف بنانا مفہوم کو مخیل کرنا ہے۔،،

ہمارے نزدیک یہ چیز زیادہ غوروفکر اور بحث ونظر کی محتاج نہیں ہے، بہرکیف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا نے وہی سمجھا جو اس مقام کے سیاق وسباق اور اس حدیث کے طرق پر اور ایسے مواقع میں امام ترمذی کے طرز کلام پر گہری نظر رکھنے کا مقتضیٰ ہے۔

اس محاکمہ میں اہل علم کو چاہیئے کہ کوئی نئی دلیل اور نئی بات نہ ملے، مگر اس کا اتنا فائدہ توضرور ہوا کہ مولانا کھنڈیلوی کو اب ''روی،، کے فعل معروف ہونے پر اصرار نہ رہا۔ چنانچہ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں : ''وأنا الآن أسلم أن لفظ روی یمکن أن یکون مجهولا کما قلتم، لکن ہذا الأمر مرجوع عندی، والرجح عندی ما قلت،،.

(4) ہم نے استفتاء کے جواب کے آخر میں تنبیہ کے زیرعنوان لکھا تھا کہ نسخ مطبوعہ میں یہ عبارت : ''حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصة قال،، بے اصل ہے، نساخ کی

غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ اس بناء پر ہمارا دعویٰ تھا کہ عمرو بن مرہ نے اس حدیث کو صرف ایک طریق (وہی طریق ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن زیاد عن وابصة) سے روایت کیا ہے۔ اور جامع ترمذی میں ان کی روایت کے دو طریق نہیں ہیں جیسا کہ مولوی انورشاہ مرحوم صاحب العرف الشذی نے سمجھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وابصہ بن معبد کی حدیث جامع ترمذی میں دو طریق سے مروی ہے۔

عبارت مذکورہ کے بے اصل ہونے کا قرینہ ہم نے یہ لکھا تھا کہ ترمذی کے تین صحیح نسخے جن میں سے دو قلمی ہیں اس سے زیادہ سے خالی ہیں۔

مولانا کھنڈیلوی کے تعاقب سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس زیادۃ کو صحیح سمجھتے ہیں اور درحقیقت ان کی ساری تقریر اور غلط فہمی کی بنیاد یہ زیادۃ ہے۔ مولوی انورشاہ مرحوم نے بھی اس مقام کی تقریر اسی عبارت کی روشنی میں کی ہے اور بلا شبہ مولانا کھنڈیلوی نے انہیں کے تقلید کی ہے گو آخر میں قصداً یا بلا قصد بسبب عدم فہم کے ان کا خلاف کرگئے۔ واللہ اعلم۔

ہم نے تعاقب کے جواب میں اس عبارت کے غلط ہونے کا دوسرا قرینہ یہ ذکر کیا تھا کہ : اصحاب کتب رجال نے عمرو بن مرہ کو زیادۃ بن ابی الجعد کے تلامذہ میں اور زیاد کو عمرو بن مرۃ کے شیوخ میں ذکر نہیں کیا ہے اگر کسی کو اس پر اصرار ہے کہ عمرو بن مرۃ نے یہ حدیث زیاد سے روایت کی ہے اور وہ ان کے تلمیذ ہیں تو اس پر دلیل پیش کرے۔ مولانا سامرودی بھی اس عبارت کو صحیح سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ترمذی نے حدیث عمرو بن مرۃ کو دو طریق سے بیان کیا ہے پھر ہمارے بیان کردہ قرینہ کی یوں تردید کرتے ہیں :

''عمرو بن مرۃ کے زیاد سے روایت کرنے میں تردید کیا جاتا ہے کہ عمرو کا زیاد کے تلامذہ کے فہرست میں ذکر نہیں، لیکن عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں۔ عمرو بن مرۃ کے صغار تابعین سے ہونے اور ان کے سالم بن ابی الجعد سے روایت کرنے میں شبہ نہیں۔ زیاد سالم کے بھائی ہیں اس لیے عمرو بن مرہ کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے،،۔

مولانا سامرودی سے شاید یہ امر مخفی ہے کہ عدم ذکر الشئ لایستلزم عدمہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ وہاں عدم ذکر شئی اس شئی کے عدم کی دلیل وقرینہ ہوتا ہے۔ مثلاً : ذکر ونقل کے دواعی و مقتضیات موجود ہوتے ہوئے ذکر نہ کرنا اور نقل سے سکوت اختیار کرنا دلیل ہے اس شے کے عدم وجود کی۔ وہذا لایخفی علی من لہ نظر فی کتب الاصول۔ تمام اصحاب کتب رجال حدیث کا زیاد بن ابی الجعد کے دو ہی تلمیذ عبید اور ہلال بن یساف کے ذکر کرنے پر اقتصار کرنا اور ''وغیرهما،، یا ''آخرون،، یا ''جماعۃ،، آخر میں نہ لکھنا صریح اور قوی قرینہ ہے اس امر کا زیاد سے کوئی تیسرا شخص روایت نہیں کرتا۔ عمرو بن مرۃ کو یادہ کا تلمیذ قرار دینے کی بنیاد اس دنیا میں صرف ترمذی کی یہ عبارت مبحوث عنہا ہے اور بس۔ مولانا سامرودی نے اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں پیش کی، صرف یہ لکھا کہ عمرو بن مرۃ تابعی صغیر ہیں اور زیاد کے بھائی سالم سے روایت کرتے ہیں اس لیے ان کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہاں صرف امکان واحتمال اور عدم استبعاد کا دعویٰ کافی نہیں ہوسکتا۔ نقل صریح اور کتب رجال سے اس کی تصدیق کی ضرورت ہے، صرف یہ کہہ دینا مخالف کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتا چوں کہ عمرو ایک بھائی سے روایت کرتے ہیں اس لیے بعید نہیں کہ دوسرے بھائی بھی روایت کرتے ہوں، ورنہ جہاں دو بھائی راوی حدیث ہوں

وہاں تلمذ کے ادعا کے لیے یہ کہنا صحیح ہونا چاہیے کہ چوں کہ فلان شخص فلاں کا تلمذ ہے اس لیے بعید نہیں کہ وہ اس کے بھائی کا بھی تلمذ ہو۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی محدث نے اس طرح تلمذ اور تحمل حدیث واخذ روایت کا اثبات نہیں کیا ہے۔ عبداللہ العمری اوران کے بھائی عبیداللہ دونوں رواۃ حدیث میں سے ہیں ۔ مولانا بتلائیں کہ ان دونوں کے درمیان کتنے تلامذہ میں اشتراک ہے ؟

مولانا کھنڈیلوی اپنے مکتوب میں ہمارے پش کردہ پہلے قرینے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس عبارت کے تین قلمی نسخوں میں نہ ہونے سے یہ سمجھنا کہ یہ عبارت غلط ہے صحیح نہیں ۔ لأن عدم الذکر لایستلزم عدم ذکرہ (؟) و نیز ترمذی کے نسخے متعدد ہیں اگر کسی نسخے میں زیادتی اس سند کی نہیں ہوئی تو یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ زیادۃ خطا ہے ۔ والمثبت مقدم علی النافی ۔

عرض یہ کہ نسخوں کے اختلاف کے موقع پر ہر زیادۃ کے متعلق ہم نے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بیان کیا ہے کہ جو عبارت ان تین نسخوں میں نہ ہوگی وہ خطا اور بے اصل ہوگی ولا یدعی ذلک إلا مجنون ، زیادات مختلف قسم کی ہوتی ہیں اس لیے ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ یہاں ایک خاص زیادۃ کے بارے میں بحث ہو رہی ہے ،یعنی : ایسی زیادۃ کے متعلق جس کے بے اصل ہونے پر کئی قرینے موجود ہیں ، اس لیے ہمارے نزدیک اس کا غلط ہونا متعین ہے والمثبت إنما یقدم علی النافی ، إذا کان فی قوۃ النافی وفی مرتبۃ أو أقوی منہ ، لا إذا کان دونہ ، والنسخ المطبوعۃ من طبعات الہند ومصر ، لا تساوی النسخ الخطیۃ المصححۃ التی ذکرہا الشیخ أحمد محمد شاکر فی تعلیقہ علی الترمذی ، وکذا یقدم المثبت ، إذا لم تقم قرینۃ تقتضی تقدیم النافی وترجیحہ ، وہاہنا قد وجدت قرائن تقتضی کون الزیادۃ المذکورۃ خطأ ، فقدم ہاہنا النسخ الثلاثۃ المصححۃ علی النسخ المطبوعۃ ۔

آج ہم اس عبارت کے خطا ہونے پر اور عمرو بن مرۃ کے زیاد سے حدیث نہ روایت کرنے پر تیسری دلیل پش کر رہے ہیں ۔ امید ہے دونوں مولانا غور فرمائیں گے ۔

تتبع کے بعد کتب حدیث کے سولہ قسمیں نکلتی ہیں ان میں سے ایک قسم ''اطراف ،، بھی ہے اس کا معنی اور مفہوم اہل علم سے مخفی نہیں ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''اطراف ، ، میں ہر ہر حدیث کے اس قدر ٹکڑے کے ذکر کرتے ہیں جو اس کے باقی حصے پر دلالت کرے اوران کی تمام سندوں کی استیعاباً مخصوص کتابوں کے ساتھ مقید و مخصوص کرکے جمع کردیتے ہیں ۔ ہمارے سامنے اس وقت حافظ جمال الدین المزی کی ''اطراف ،، ہے ۔ انہوں نے مسند وابصہ میں حضرت وابصہ کی اس حدیث کے ترمذی سے دو ہی طریق نقل کیے ہیں :

(1) محمد بن بشار عن غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصۃ

(2) ہناد عن أبی الأحوص عن حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ

معلوم ہوا کہ مزی کے سامنے جامع ترمذی کا جو معتمد نسخہ اس میں اس حدیث کی صرف دو ہی سندیں مذکور تھیں ۔ تیسری کوئی سند مذکور نہیں ، یعنی : عبارت مبحوثہ عنہا جس سے ایک تیسری سند ''عمرو بن مرۃ عن زیاد عن وابصۃ ، کا ثبوت ہوتا ہے موجود نہیں تھی ۔

اگر جامع ترمذی میں یہ حدیث اس تیسری سند سے مروی ہوتی تو حافظ مزی اس کو ضروری نقل کرتے ، اور اگر بالفرض مزی سے یہاں تسامح ہوگیا ہے تو حافظ ابن حجر اپنی ''نکت ،، میں اس پر ضرور تنبیہ فرماتے ۔ لیکن حافظ نے اس مقام کو ''نکت ،، میں چھوا تک نہیں ۔ معلوم ہوا کہ حافظ کے نزدیک بھی ترمذی میں یہ حدیث کل دو ہی سندوں سے مروی ہے ۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عمرو بن مرۃ کا زیاد بن ابی الجعد سے حدیث روایت کرنا ثابت نہیں اور جو شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے بے بنیاد دعویٰ کرتا ہے ۔ حافظ مزی کی ''اطراف ،، کی اصل عبارت درج ذیل ہے :

''دت ق ،،

حدیث : أن رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأی رجلاً یصلی خلف الصف وحدہ ، فأمرہ أن یعید (د) فی الصلاۃ (101) عن سلیمان بن حرب و حفص بن عمر ، کلاہما عن شعبۃ ، عن عمرو بن

مرة، عن ہلال بن یساف، عن عمرو بن راشد، عن وابصة به

ت فيه (الصلاة56 : 2) عن محمد بن بشار، عن غندر، عن شعبة به و[76]-(56 : 1) عن ہناد، عن أبي الأحوص، عن حصين، عن ہلال بن يساف قال : أخذ زياد بن أبي الجعد بيدي - ونحن بالرقة، فقام بي على شيخ يقال له : وابصة، فقال زياد : حدثني ہذا الشيخ - والشيخ يسمع : أن رجلاً صلى ... فذكر معناه وقال حسن، وقد روى غير واحد حديث حصين عن ہلال مثل رواية أبي الأحوص عن زياد واختلف أہل العلم في ہذا فقال بعضهم : حديث عمرو بن مُرة أصح وقال بعضهم : حديث حصين أصح، وہو عندي أصح من حديث عمرو، (ہہنا بياض والظاہر أنه سقط ہہنا لفظ : لأنه) لأنّه قد رُوي من غير وجه حديث ہلال، عن زياد، عن وابصة

ق فيه (الصلاة93 : 2) عن أبي بكر بن أبي شيبة، عن عبد الله بن إدريس، عن حصين، عن ہلال بن يساف وقال : أخذ بيدي زياد... فذكره - وليس فيه أخبرني ہذا الشيخ كأن ہلالاً رواه عن وابصة نفسه (تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف للمزي).

(کتب خانہ خدابخش خان بانکی پور، پٹنہ)

اس عبارت میں ''قد روی عن غیر وجہ حدیث ہلال عن زیاد'' الخ ہے اور زیلعی میں ''من غیر وجہ عن ہلال عن وابصۃ،، الخ ہے۔ اور ترمذی کے موجودہ نسخوں میں ''قد روی من غیر حدیث ہلال عن زیاد،، الخ ہے ولا تخالف بینہا وہذا لایخفی علی من رزقہ اللہ فہما صحیحا.

(مصباح بستی ج :2، ش :12 ذی القعدہ 1372ھ)

نمازی کے آگے سے گزرنا عرضا یعنی : دائیں سے بائیں سے دائیں جانا منع ہے۔ اس کے دائیں بائیں پہلو سے جا کر اس کے آگے گھڑا ہو جانا یا وہاں جا کر بیٹھ جانا یا اس کے آگے بیٹھنا ہوا ہو تو وہاں سے اٹھ کر اور آگے چلا جانا وہاں سے اٹھ کر اس کے دائیں یا بائیں پہلو آ جانا اس کی ممانعت صراحتہ کسی حدیث میں نہیں ہے، لیکن اس میں ہے ایسا کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ (محدث بنارس شیخ الحدیث نمبر)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 274

محدث فتویٰ